صنفی مسائل کا حل فکر اقبال کی روشنی میں

ڈاکٹر رضیہ شبانہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان

Abstract:

God created man then women to live better life. In the whole religions of the world not only value is accepted but also in the different women's societies different things has occurred about women's social power. In the modern time women's are facing too many problems. Educated peoples have discusses this issue and have gave roblems. In these their opinion to solve these p personalities there is one greatest philosopher and famous poet of subcontinent Dr. Allama Muhammad Iqbal. He has discussed about the women's problems in the light of Islam. In Islam the rights of women have been given so in this we discuss Iqbal's thoughts, about women article difference problems and analysis in the light of .Islamic thought

تعارف

اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم بنایا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی سماجی زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض خصوصیات کی بنا پر ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا کی اور ان کے لیے دنیا کی تمام نعمتوں کو مزین کر دیا۔ دنیا کے تمام مذاہب میں عورت کی حیثیت کو نہ صرف تسلیم کیا گیا بلکہ مختلف معاشروں میں عورت کی سماجی حیثیت کے حوالے سے ملا جلا رجحان رہا۔ قبل از اسلام عرب معاشرے میں عورت کی حیثیت کم تر تسلیم کی جاتی تھی مگر اس کے باوجود عرب کے کچھ قبائل میں عورت کو عزت کی نگاہ سے بھی دیکھا جاتا تھا۔ اسلام نے عورت کو نہ صرف ایک سماجی مقام دیا بلکہ ان کے حقوق و فرائض متعین کر کے انھیں ایک سماجی تحفظ بھی فراہم کیا تا کہ اس کی عزت نفس کا خیال رکھاتے ہوئے معاشرے میں انھیں اعلیٰ مقام پر فائز کیا جا سکے۔

ہر دور کے مفکرین نے مختلف پہلوؤں سے عورت کو اپنا موضوع بحث بنایا، مگر ان میں سے شعراء نے عورت کو محض خوبصورت دیوی اور عشق و محبت کے پیراہے میں دیکھنے کی کوشش کی۔ عورت کے مقاصد تخلیق، ان کے معاشرتی و سماجی مقام و کردار کی طرف ان کا رجحان خاصا کم رہا۔ مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال نے نہ صرف اپنی شاعری میں معاشرے کے مختلف حقائق پر روشنی ڈالی بلکہ عورت کی تخلیق اور معاشرے میں ان کے مقام کے حوالے سے فکری گذارشات بھی پیش کیں۔ اگر ہم آج کے اس جدید دور کا جائزہ لیں تو عورت کو معاشرے میں بہت سے مسائل کا سامنا ہے، مغربی تہذیب کے دلدادہ معاشرے میں عورت کی عزت و آبرو محفوظ نہیں، ان کو بہت سے عائلی اور سماجی مسائل کا بھی سامنا ہے۔ کبھی طلاق کے نام پر ذہنی تکلیف اور کبھی غیرت کے نام پر قتل اور کبھی جسمانی، ذہنی، نفسیاتی اور جنسی تشدد کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ان کے سماجی، سیاسی، معاشرتی اور معاشی حقوق پامال کر کے معاشرے میں ان کی عزت نفس بھی مجروح کی جاتی ہے۔

اگر فکر اقبال کا جائزہ لیا جائے تو یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ عورت ہر دور میں ایک مقدس ہستی رہی ہے جو محبت و وفا کی دیوی سمجھی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی عورت کی ذات میں اپنی ساری رنگینیاں، رعنائیاں اور دلفریبیاں سمو دیں۔ اقبال اپنی شاعری میں عورت کا ذکر نہایت احترام سے کرتے ہیں، کبھی عورت کی جفاکشی اور دلیری پر داد تحسین دیتے ہیں تو کبھی اس کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور عورت کی عزت و حقانیت کو مرد کا اولین فریضہ بتایا ہے۔ عورتوں کی شجاعت و بہادری اور ان کی عزت و احترام کا عکس بھی اقبال کے کلام میں جابجا نظر آتا ہے۔ اقبال ایک ایسے سماج کی تشکیل چاہتے تھے جس میں عورتوں کی عزت و پاکدامنی کی حفاظت کی جائے اور معاشرے میں ان کو اعلیٰ وارفع مقام دیا جائے اور ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔، آج بھی اسی چیز کی ضرورت ہے کہ عورتوں کو سماجی تحفظ دے کر انھیں معاشرتی مقام دلایا جائے۔ فکر اقبال کی روشنی میں اس مقالہ میں صنفی مسائل کا مفصل جائزہ لیتے ہوئے جدید دور میں عورت کو درپیش مسائل کو سمجھا جائے اور ان کے لیے کوئی لائحہ عمل بھی مرتب کیا جائے۔

انسانی زندگی میں عورت کا مقام

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں نائب بنا کر بھیجا تاکہ زمین پر اللہ کے احکامات کی تکمیل کرتے ہوئے متمدن زندگی بسر کرے۔ ابتدا میں انسان کی زندگی غیر مہذب تھی پھر وقت کے ساتھ ساتھ انسانی تہذیبی دور میں داخل ہوا۔ جب اس میں تہذیبی شعور اجاگر ہوا تو انسان نے اپنی زندگی کو منظم طریقوں سے گزارنا شروع کر دیا۔ مولونا مودودی تہذیب کی ضرورت کے حوالے سے لکھتے ہیں

"انسان کے قوائے عمل اس کے قوائے فکر فکر کے تابع ہیں۔ اس کے دست وپا کو جو روح حرکت دیتی ہے وہ اس کے دل ودماغ سے آتی ہے۔ دل ودماغ پر جو عقیدہ، جو تخیل، جو مکلورہ پوری قوت کے ساتھ مسلط ہو گا، عملی قوتیں اسی کے زیر اثر حرکت کریں گے۔ ذہن جس سانچے میں ڈھلا ہو گا، اسی کے مطابق جذبات، حسیات اور داعیات پیدا ہوں گے، اور انہی کے اتباع میں اعضاو جوارح کام کریں گے"۔ [1]

اس سے معلوم ہوا کہ انسانی فکر اس کے عمل کے تابع ہے جیسے اس کا شعور ہوا گا ویسے ہی اس کے عمل کی بنیاد ہو گی۔ عمل جتنا اچھا ہو تا جائے گا انسانی فکر بھی ارتقا کرتی جائے گی اور انسان مہذب بنتا چلا جائے گا۔ جب انسانی زندگی میں حوادث رونما ہوتے ہیں تو انسان فکری اور عملی طور پر لڑکھڑا جاتا ہے تب اسے رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے، اسی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا۔

اسلامی تہذیب کو یہ مقام حاصل ہے کہ وہ اپنے میلان ورجحان کے اعتبار سے پوری انسانیت پر حاوی ہے اور اپنے پیغام اور مشن کے اعتبار سے آفاقی اور عالمگیر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے نسل، خاندان اور وطن کے تنوع کے باوجود نوعِ انسانی کی وحدت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ [2]

"اے لوگوں! ہم نے تم کو پیدا کیا ہے، ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنایا ہے تم کو گروہ اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ اللہ کی نظر میں تم میں سے زیادہ بزرگ وہ ہے جو تم مُں سب سے زیادہ تقویٰ شعار ہے"۔

قرآن مجید کے اس اعلان نے جب عالمی انسانیت کی وحدت کی بناء حق، خیر اور خدا ترسی پر رکھ دی تو اس کی سلک تہذیب میں ہر اس امت اور قوم کے ذہین اور فطین لوگ پرو دیئے گئے جس پر اسلام نے اپنی فتوحات کا جھنڈا لہرا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری ہر تہذیب صرف ایک ہی نسل اور ایک ہی قوم کے ناموروں پر فخر کر سکتی ہے، لیکن اسلامی تہذیب ان تمام اقوام وقبائل کے سپوتوں پر فخر کر سکتی ہے جنہوں نے مشترکہ طور پر اس قصر تہذیب کے تعمیر کرنے میں مدد دی۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں۔

"تخلیق انسان کے حوالے سے جتنی بھی آیات ملتی ہیں ان میں انسانی غرور وتکبر کو توڑ گیا ہے۔ اسے اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ذرا اپنی حقیقت تو دیکھ۔ ایک نجس اور حقیر پانی کا قطرہ جو رحم مادر میں مختلف قسم کی نجاستوں سے پرورش پاک گوشت کا ایک لوتھڑا بنتا ہے۔ خدا چاہے تو اس لوتھڑے میں جان ہی نہ ڈالے اور وہ یوں ہی غیر مکمل حالت میں خارج ہو جائے۔ خدا اپنی قدرت سے اس لوتھڑے میں جان ڈالتا ہے، اس میں حواس پیدا کرتا ہے اور ان آلات اور ان قوتوں سے اسے مسلح کرتا ہے جن کی انسان کو دنیوی زندگی میں ضرورت ہوتی ہے۔" [3]

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں رونق پیدا کرنے، اسے آباد کرنے اور خاندانی نظام کی بنیاد رکھنے کے لیے سب سے پہلا رشتہ میاں بیوی کا بنایا۔ تاکہ نہ صرف انسان کی تنہائی کو دور کیا جائے، بلکہ ایک دوسرے سے تسکین حاصل کرتے ہوئے مودت ورحمت کے اصولوں کے مطابق ایک مکمل نظام کی بنیاد بھی رکھی جا سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [4]

"اور ہم نے کہا کہ اے آدم علیہ السّلام! اب تم اپنی زوجہ کے ساتھ جنّت میں ساکن ہو جاؤ اور جہاں چاہو آرام سے کھاؤ صرف اس درخت کے قریب نہ جانا کہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے"۔

قرآن کریم مرد وعورت کے تعلق کی حکمت کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ [5]

"یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تم ہی میں سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں تاکہ تمہارے لیے راحت اور تسکین کا سامان ہو اور تمہارے درمیان محبت وشفقت پیدا ہو"۔

[1] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید مولانا، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی، مطبع نوید حفظ پریس لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۷۔۸

[2] الحجرات: ۱۳

[3] اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی، ص ۱۵

[4] البقرۃ، ۲: ۳۵

[5] الروم، ۳۰: ۲۱

اللہ تعالیٰ نے اس بات کی وضاحت بھی کر دی کہ انسان کی تخلیق دراصل ایک نفس سے ہوئی ہے اور جوڑا بنانے کا مقصد بھی انسانی نفس کی جنسی تسکین ہے۔اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا(6)

"وہی خدا ہے جس نے تم سب کو ایک نفس سے پیدا کیا ہے اور پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا ہے تاکہ اس سے سکون حاصل ہو"۔

صنفی مسائل

عورت کو ہر معاشرے میں محکوم اور جنسی تسکین کا ذریعہ سمجھا گیا۔مگر اسلام نے نہ صرف عرتوں کو معاشرے میں مقام دیا بلکہ ان کو حقوق کا تحفظ بھی کیا۔آج بھی جدید معاشرے عرت کو سماجی تحفظ فراہم کرتے آرہے ہیں۔مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت کو ہر دور مین مسائل کا سامنا رہا ہے۔جس دور میں اقبال نے آنکھ کھولی اس وقت مغربی تہذیب اپنے عروج پر تھی اور اس کے اثرات مشرقی تہذب پر بھی رونما ہو رہے تھے۔اسی لیے اقبال نے تہذیبی لحاظ سے عورتوں کے مسائل کو سمجھا اور اس سے متعلق اپنی رائے دی۔

اقبال مسلمان عورتوں کو اس کی احسن طریقے سے ادائی پر آمادہ کرتے نظر آتے ہیں کہ نوع انسان کی بقاء امومت سے ہے او عورت کی امومت کی حفاظت اور احترام عین اسلام ہے۔[7]

عورت کی عزت و تقدیس

اقبال کے نزدیک وہ دیہاتی عورت جو تعلیم سے بہرہ ور نہیں، جسے بننے سنورنے اور آرائش و زیبائش کا سلیقہ نہیں آتا، وہ شمع محفل نہیں بن سکتی جو طویل گفتگو کی صلاحیت نہیں رکھتی، وہ رقص نہیں جانتی مگر وہ ماں بنتی اور سماجی فرائض ادا کرتی ہے اور بچے کی پرورش کرتی ہے۔اس عورت سے ہزار بار بہتر ہے جو ماں نہیں بنتی بلکہ تہذیب و تمدن کے ہاتھ میں کھلونا بن جاتی ہے۔اگر مغرب زدہ عورت اور آزادی کی رسیا مغربی تہذیب کی دلدادہ بار امومت نہیں اٹھاتی تو وہ ناقص عورت ہے اور مسلم امت کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔رموز بے خودی کے درج ذیل اشعار میں اقبال نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے:

نیک اگر بینی امومت رحمت است

زانکہ او را با نبوت نسبت است

شفقت او شفقت پیغمبر است

سیرت اقوام را صورتگر است

از امومت پختہ تر تعمیر ما

در خط سیمای او تقدیر ما[8]

آگے اقبال کہتے ہیں:

گفت آن مقصود حرف کن فکاں

زیر پائے امہات آمد جناں

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا

گھر میرے اجداد کا سرمایہ عزت ہوا

دفتر ہستی میں تھی زریں ورق تیری حیات

تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تری حیات[9]

ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم "فکر اقبال" میں لکھتے ہیں۔

اصل حکمت اور اچھی تعلیم و تہذیب وہی ہے جو اس قسم کے انسان کی آفرینش میں معاون ہو، جب اس قسم کی آدمیت ظہور میں آئے گی تو اس میں مرد و زن دونوں کا وقار قائم ہوگا۔اس عالم میں کوئی شخص عورت کو حقیر اور ادنیٰ نہ سمجھے گا، عورت اس معاشرے میں آتش زندگی کی نگہبان اور اسرار حیات کی محافظ ہوگی۔عورت کی قدسیت یہ ہے کہ وہ نقش بند حیات ہے۔عشق و حکمت کی آمیز سے انسان اور زیادہ خلاق ہو جائے گا، اس کا علم لذت تحقیق سے اور اس کا عشق لذت تحقیق سے بہرہ اندوز ہوگا۔انسان کائنات میں نیابت الٰہی کے لیے پیدا کیا گیا ہے، جب تک انسان میں صفات واخلاق الٰہیہ پیدا نہ ہوں تب تک وہ کائنات میں حاکم نہیں بلکہ محکوم رہے گا۔نصب

---

[6] الاعراف،۷:۱۸۹

[7] ڈاکٹر وحید عشرت، فکریات اقبال، ص۹۸

[8] رموز بیخودی، ص۱۴۹

[9] بانگ درا۔۲۲۹

العینی تہذیب میں وہ جھوٹی مساوات نہیں ہو گی جو مغربی جمہوریت نے پیدا کی ہے۔ نصب العینی تہذیب میں عورتیں مائیں بننے سے گریز نہ کریں گی۔[10]

عورتوں کی تعلیم و تربیت

اقبال نے مسلمان بچوں کی تعلیم و تربیت اور مغربی نظام تعلیم کے حوالے سے لکھتے ہیں

تعلیم مغربی ہے بہت جرأت آفریں
پہلا سبق ہے بیٹھ کے کالج میں مار ڈینگ
لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے

ہم دیکھتے ہیں کہ "وہ پگڈنڈی جو شروع میں شاہراہ اکبر سے پھوٹی تھی وہ اقبال کے ہاں خود ایک شاہراہ کی صورت اختیار کر گئی اور کامیابی کی منزل تک پہنچانے کی ضامن بن گئے۔ اقبال کے ان اشعار سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم کی ترویج کے حق میں نہیں تھے۔ ان کے سامنے یورپ کی مثال تھی جہاں عورت چراغ خانہ سے شمع محفل بن کر اپنی ناموس اور وقار دونوں ہی سے ہاتھ دھو بیٹھتی تھی۔ اس سے نہ صرف یہ کہ گھریلوں زندگی کو دھچکا پہنچا اور عائلی معاملات میں بگاڑ پیدا ہوا بلکہ معاشرتی سطح پر بھی گوناگوں خرابیوں اور قباحتوں نے سر اٹھایا۔ فقیر وحید الدین بتاتے ہیں کہ: 'ایک دن بیگم راس مسعود نے قدرے شکایت کے انداز میں ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ مرد خود تو تفریح کرنے اور دل بہلانے کے لیے رقص و سرود کی محفل اور کلب گروں میں چلے جاتے ہیں لیکن بیچاری عورتوں کو چہار دیواری میں مقید رہنے کا حکم دیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے نہایت ہی متین لہجہ میں کہا جو میں کچھ کہتا ہوں اس میں تمام تر خواتین کا ہی فائدہ ہے۔ سفر افغانستان سے واپسی پر ڈاکٹر صاحب سے مزید دریافت کیا گیا کہ جب قرآن کریم تمام انسان کو علم و آگہی حاصل کرنے کی ہدایت کرتا ہے تو پھر لڑکوں اور لڑکیوں کی جدید تعلیمی سہولتوں پر کیوں قدغن لگائی جاتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا بے شک قرآن کریم میں حصول علم پر بڑا زور دیا گیا ہے، لیکن اس میں یہ کہاں کہا گیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیاں ایک مکتب میں مل جل کر تعلیم حاصل کریں"۔[11]

مرد و زن مساوات

یورپی تعلیمی اداروں میں مخلوط تعلیم کی ترویج کا سبب یہ ہے کہ مغرب تہذیب مرد اور عورت کی بحیثیت صنف آزادانہ مساوات کی حامی ہے اور ان میں کسی قسم کا کوئی فرق و امتیاز روا نہیں رکھتی۔ لیکن اقبال قرآن مجید کی آیت **"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَاۗءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ**[12] کی روشنی میں اس تصور سے اختلاف کرتے ہوئے مرد کی قوامیت[13] کی صدا بلند کرتے ہیں۔

اک زندہ حقیقت ہے مرے سینے میں مستور
کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہے لہو سرد
نے پردہ، نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی

---

[10] ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، فکر اقبال، سیونتھ سکائی پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۳۸

[11] فقیر وحید الدین، تصورات اقبال، مرتبہ، سید اسعد گیلانی، لاور، فیروز سنز، ۱۹۹۱ء، ص ۱۵۵

[12] النساء،۴: ۳۴

[13] **قوام کے معنی کسی شے کے محافظ، منتظم اور مدبر کے ہیں اور یہاں مراد یہ ہے کہ عورتوں کے امور کا انتظام کرنے والے، ان پر احکام نافذ کرنے والے ہیں۔ مولانا مودودی قوامیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں" قوام یا قیم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے یا نظام کے معاملات کو درست حالت میں چلانے اور اس کی حفاظت و نگہبانی کرنے اور اس کی ضروریات مہیا کرنے کا ذمہ دار ہو۔ اسی طرح عائلی نظام میں جس کو خانہ داری کہا جاتا ہے اس میں بھی ایک امیر اور سربراہی کی ضرورت ہے۔ عورتوں اور بچوں کے مقابلے میں اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو منتخب فرمایا۔ (مولانا مودودی، تفہیم القرآن)**

نسوانیت زن کا نگہبان ہے فقط مرد

جس قوم نے اس زندہ حقیقت کو نہ پایا

اس قوم کا خورشید بہت جلد ہوا زرد

ان کی نظر میں مغربی تصور مساوات مادر پدر آزادی کا دوسرا نام ہے جو نہ صرف معاشرے بلکہ عورت کے حق میں بھی نیک فال ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ آزادی خود عورت کی فطرت کے خلاف ہے اور مرد زبردستی اسے عورت پر نافذ کرنا چاہتا ہے۔ عورت کے لیے اس نام نہاد آزادی کی نسبت زمرد کے گلوبند میں زیادہ کشش ہے۔

اس راز کو عورت کی بصیرت ہی کرے فاش

مجبور ہیں، معذور ہیں مردان خرد مند

اقبال مرد وزن کی غیر فطری مطلق مساوات کے حامی نہیں ہیں۔ ان کی نگاہ میں مرد اور عورت کا میدان عمل جدا جدا ہے۔ اس نظریے کی حمایت اور مغربی انتہا پسندانہ تصور آزادی کے رد عمل میں خود مغرب میں بھی گاہے گاہے اہل دانش وبینش کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں۔ صرف ایک مثال کے طور پر طب میں نوبل انعام یافتہ ممتاز امریکی سائنسدان الکسز کیرل (Alexis Carrel) کی تحقیقات علمی کے نتائج اسی کے الفاظ میں پیش خدمت ہیں:

"مرد اور عورت کے مابین جو اختلافات ہیں وہ محض اعضائے جنسی کی وضع و ہیئت، یہ اختلافات زیادہ بنیادی نوعیت کے ہیں۔ یہ اختلافات بافتوں (Tissues) کی ساخت ہی کے پیدا کردہ ہیں اور جب ایک خاص قسم کے کیمیائی مادے بیضہ دانی سے خارج ہو کر نظام جسمانی کو حاملہ کر دیتے ہیں تو یہ حمل بھی اس اختلف کا باعث ہوتا ہے۔ ان بنیادی حقائق سے ناواقفیت کے باعث تحریک نسوانیت (Feminism) کے علمبردار یہ یقین کرنے لگے ہیں کہ دونوں صنفوں کو ایک ہی قسم کی تعلیم، ایک ہی قسم کے اختیارات اور ایک ہی قسم کی ذمہ داریاں دی جانی چاہیں"۔[14]

اقبال سمجھتے ہیں کہ مغربی تہذیبی اصول عورت کو "زن" سے "نازن" بنادیتے ہیں جبکہ وہ خود عورت کو کثافت سے پاک خالص عورت کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسی عورت جو نسوانیت کا مرقع ہے۔ اس کے مقام و مرتبہ کا اقبال اس طرح اعتراف کرتے ہیں:

[14] الکسز کیرل، انسان نامعلوم (man the unknown) لندن، ہمشس ہملٹن، ۱۹۵۶، ص ۹۳

وجودِ زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ

اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

شرف میں بڑھ کے ثریا سے مشت خاک اس کی

کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں

مکالمات فلاطون نہ لکھ سکی لیکن

اسی کے شعلہ سے ٹوٹا، شرار افلاطون[15]

اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کے شعور ذات کی تکمیل ہو گی تو یونہی، وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے گا۔[16]

اسلامی تہذیب میں علم بھی بذات خود مقصد نہیں بلکہ حصول مقصد کا ایک ذریعہ اور دروازہ ہے اور علم کا مقصد انسان کو اس کائنات کی تخلیق کی اصل غایت، اس کائنات میں مقام اور کائنات کی غیر مرئی حقیقت کے عرفان سے بہرہ ور کرنا اس کی روح کا استخلاص ہے۔ چنانچہ اسلامی تہذیب کے پاس توحید کا تصور بنیادی اصول ہے جس کی نوعیت عالمگیر ہے اور جس سے انسانی معاشرہ کا ارتقائی روحانی اساس ممکن ہے اور اسی اصول سے فرد کا روحانی استخلاص وابستہ ہے اور اسی اصول پر کائنات کی روحانی تعبیر پر ممکن ہے۔[17]

ہماری مغرب زدہ عورت اسی کی طرف بڑھ رہی ہے اور وہ بھی امومت کو بوجھ تصور کرنے لگی ہے جبکہ اقبال عورت کے لیے مغربی عورت کا ماڈل پسند نہیں کرتے ان کے نزدیک ایک مسلمان عورت کے لیے سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے اسوہ پر عمل کرنا ضروری ہے اور حضرت فاطمہؓ ہی ان کے لیے مثالی نمونہ ہیں۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول

مادراں را اسوۂ کامل بتولؓ[18]

کہ آپؓ تسلیم ورضا کا نمونہ ہیں اور دنیا بھر کی ماؤں کے لیے اسوہ کامل ہیں جس پر عمل کرکے عورت اپنی رفعت اور سربلندی کو پا سکتی ہے۔ اقبال

[15] نور تحقیق، شمارہ ۴، شعبہ اردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی لاہور

[16] اقبال، علامہ اقبال سر محمد، تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، ص ۱۹۲

[17] محمد اقبال، تشکیل جدید، ص ۱۷۵

[18] رموز بیخودی۔ ۱۵۳

کہتے ہیں کہ مائیں ہی اپنے فرزندوں کی سیرت سازی کرتی ہیں اور ان میں صدق وصفا کی خصوصیات پیدا کرتی ہیں۔

سیرت فرزندہا از امہات

جوہر صدق وصفا از امہات[19]

وہ عورت جو تہی آغوش ہے اور اس کی نگاہیں فتنہ برپا کرنے والی ہیں اور اس کی فکر مغرب سے آراستہ ہے، وہ ظاہر میں عورت ہے مگر باطن میں نہیں۔ وہ شرم وحیاء سے ناواقف ہے، وہ امومت کا بوجھ اٹھانے سے گریزاں ہے تو وہ ملت کے دامن پر داغ ہے۔ ملت کی اخوت اور قرآن وملت کی وقت ماں کے دم قدم سے ہے۔ اقبال ایسی مغرب زدہ عورت پر اس ماں کو فوقیت دیتے ہیں جو ماں بننے کو بوجھ تصور نہیں کرتی ہے۔ اقبال کا یہ موازنہ ملی نقطہ نظر سے ہے۔ ماں کو عظمت ہے اور ماں بننے سے گریزاں عورت ملت کے لیے باعث ندامت ہے۔ لگتا ہے اقبال کے ذہن میں مندرجہ بالا اشعار لکھتے ہوئے اپنی ماں پیش نظر تھی جو کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اپنی اولاد کے لیے ایک نعمت تھی۔ اقبال نے اپنی ماں کی وفات پر یادگار مرثیہ لکھ کر دنیا بھر کی ماؤں کو سرفراز کیا کہ وہ ان کی تربیت سے بلند اقبال ہوئے۔

حذرات اسلام یعنی مسلمان خواتین سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ماں کی پاک طنیت حق کی رحمت پر اپنی اساس رکھتی ہے وہ دین کی قوت ہیں اور ان کے وجود سے ہی ملت کی بنیاد پائیدر ہے۔ جب وہ اپنے بیٹے کو گود میں لے کر اسے لا الہ سکھاتی ہے تو اس الفت اور محبت سے ان میں کردار پیدا ہوتا ہے اور انہیں تہذیب وشائستگی سے آگاہی ہوتی ہے۔ اقبال مسلمان ماں سے ہی توقع کرتے ہیں کہ وہ موجودہ دور پر فتن سے اپنی اولاد کو بچائے رکھیں اور انہیں ان کے بزرگوں کے راستے پر چلائیں۔ مائیں شبیرؓ پیدا کریں اور وہ حضرت بی بی فاطمہؓ کی راہ پر چلتے ہوئے اسلام کے لیے جان دینے والے فرزند، ملت اسلامیہ کو دیں تاکہ وہ عصر حاضر میں نئے فتنوں کا مقابلہ کر سکیں۔

طینت پاک تو ما را رحمت است

قوت دیں و اساس ملت است

کودک ما چوں لب از شیر تو شست

لا الہ آموختی او را نخست

می تراشد مہر تو اطوار ما

فکر ما گفتار ما کردار ما[20]

از سر سود و زیاں سودا مزن

گام جز بر جادۂ آبا مزن

ایں چمن زاداں کہ پر نکشادہ اند

ز آشیان خویش دور افتادہ اند

فطرت تو جذبہ ہا دارد بلند

چشم ہوش از اسوہ زہراؓ بند[21]

عورتوں کے سماجی مسائل

لہٰذا آج کی عورت کو مردوں سے دور رہنا چاہیے۔ اس کا احسان نہیں لینا چاہیے، پیاس سے مر جائیں مگر اپنے صدف کے لیے قطرہ نیساں سے پرہیز کریں۔ عورت خود اپنی نگہبان بنے۔ جس پر رومی کی زبان سے کہتے ہیں کہ یہ لادین تہذیب کا حاصل ہے، جو عورت کو بار امومت اٹھانے سے باغی کر رہی ہے۔

از امومت زرد روئے مادرا

اے خنک آزادی بے شوہراں[22]

جاوید نامہ میں اقبال مغرب کی طرف سے عورت کو اخلاق باختہ اور آزاد خیال اور آرائش محفل بنانے کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ماں سے ہی دنیا محکم اور پائیدار ہے اور وہ قوم جو عورت کو امومت سے بے زار کرتی ہے، وہ اپنی تعمیر میں خود خرابی کی ایک صورت رکھتی ہے۔ پھر مسلمان عورت کو کہتے ہیں کہ تیری تلاوت سے حضرت عمرؓ کا دل پگھل کر موم ہو گیا اور مثل بتولؓ تجھے ہونا چاہیے جس کی آغوش میں شبیر پلتے ہیں اور یہی ماں اور عورت اسلام کا مطلوب ہے جبکہ مریخی نبیہ جو دراصل مغربی تہذیب ہے، عورت کو درس دیتی ہے کہ وہ مردوں سے آزادی حاصل کرے اور اگر اسے پسند ہو تو اپنے بچے کو جنم دے اور رکھے ورنہ عکس ریزے کے بعد اسے ضائع کرنا عین دین ہے۔

---

[19] رموز بیخودی۔ ۱۵۳

[20] رموز بیخودی۔ ۱۵۴

[21] رموز بیخودی۔ ۱۵۵

[22] جاوید نامہ، ۱۱۱

گر نباشد بر مراد ما جنین

بے محابا کشتن او عین دین [23]

"وہ عورت عورتوں سے یوں خطاب کر رہی تھی کہ اے عورتو! اے ماؤ، اے بہنو، تم کب تک دلبروں کی سی زندگی بسر کرتی رہو گی؟ ہم عورتوں کا شیوہ یہ ہے کہ ہم بناؤ سنگھار کر کے مردوں کو اپنی زلفوں میں پھانس لیتی ہیں۔ مرد پہلے تو ہماری زلف میں اسیر ہو جاتا ہے مگر نکاح کے بعد ہمیں اپنا شکار (نخچیر) بنالیتا ہے وہ اگرچہ تمہارے سامنے خودگدازی کا مظاہرہ کرتا ہے، تمہارے قدموں پر سر رکھتا ہے، تمہیں اپنا معبود بناتا ہے وغیرہ وغیرہ مگر یہ سب اس کا مکروفریب ہے بظاہر وہ تمہیں حرم بناتا ہے مگر دراصل تمہیں محبوس کر دیتا ہے بلکہ مبتلائے رنج والم کر دیتا ہے تم پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کرتا ہے وہ مار پیچاں ہے اس لئے تم اس کے پیچ وخم سے بچو اور وصل کی بجائے فراق کو ترجیح دو ماں بن کر تمہارا چہرہ زرد ہو جائے گا۔ اس لئے تم شوہروں کے بغیر زندگی بسر کرو! فی الحال ہمیں حمل کی صعوبت برداشت کرنی پڑ رہی ہے مگر آئندہ زمانے میں مجھے یقین ہے کہ ایسے آلات ایجاد ہو جائیں گے جن کی بدولت جنین کی پرورش رحم مادر سے باہر بھی ہو سکے گی"۔ [24]

نسلی تفاخر اور اخلاقی اقدار

اقبال نے مغرب کے اخلاقی افلاس کے جس مرض کی نشاندہی کی اور مغرب کے نسلی تفاخر پر مبنی نیشنلزم کو زوال مغرب کی جو اساس بنایا اس کے ظہورات صاف نظر آ رہے ہیں کہ یہ تہذیب کارگہ شیشہ گراں ہے یہ شاخ ناز پر بنا آشیانہ ہے۔

زندگی گزارنے کے لیے انسان کو اخلاقی قدروں اور روحانی قوت کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس کو کھو چکا ہے۔ بقول اقبال

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا

اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا

زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

خطبات میں اقبال لکھتے ہیں کہ:

"انسانیت کو آج تین چیزوں کی ضرورت ہے کائنات کی روحانی تعبیر، فرد کا روحانی استخلاص اور ایسے عالمگیر نوعیت کے بنیادی اصول جو روحانی بنیادوں پر انسانی سماج کی نشوونما میں رہنما ہوں"۔ [25]

خلاصہ بحث

انسان کی معاشرتی زندگی عورت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی، اسی لیے انسان کی سماجی زندگی میں عورت کے کردار سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی تہذیبوں میں عورت کی حیثیت محض جنسی تسکین تھی اور ان کے ساتھ سلوک بھی اسی طرح کیا جاتا تھا۔ اسلامی تہذیب نے عورتوں کا نہ صرف معاشرتی مقام دیا بلکہ ان کے حقوق کا تحفظ بھی کر دیا۔ جدید معاشروں میں عورت کو بہت سے مسائل کا سامنا رہتا ہے جن میں معاشرتی و سماجی مسائل، معاشی مسائل، تعلیمی اور تہذیبی مسائل شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی عورت کی ذات میں اپنی ساری رنگینیاں، رعنائیاں اور دلفریبیاں سمو دیں تاکہ انسان اس صنف نازک کا خیال رکھے بلکہ اس کی عزت وتقدیس بھی کرے۔

علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری میں عورت کا ذکر نہایت احترام سے کرتے ہیں، کبھی عورت کی جفاکشی اور دلیری پر داد تحسین دیتے ہیں تو کبھی اس کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلاتے ہیں اور عورت کی عزت و حقانیت کو مرد کا اولین فریضہ بیان کرتے ہیں۔ اقبال مگرب کی آزاد خیال اور جنسی مساوات سے عورتوں کو دور رکھنا چاہیے تھے۔ البتہ اسلام نے جس مساوات کا ذکر کیا ہے وہ اس کے قائل تھے بلکہ اپنی شاعری میں جابجا مسلم خواتین کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ عورتوں کی شجاعت و بہادری اور ان کی عزت واحترام کا عکس بھی اقبال کے کلام میں جابجا نظر آتا ہے۔ اقبال ایک ایسے سماج کی تشکیل چاہتے تھے جس میں عورتوں کی عزت و پاکدامنی کی حفاظت کی جائے اور معاشرے میں ان کو اعلیٰ وارفع مقام دیا جائے اور ان کی تعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ آج بھی اسی چیز کی ضرورت ہے کہ عورتوں کو سماجی تحفظ دے کر انھیں معاشرتی مقام دلایا جائے اور ان کو درپیش مسائل کے حوالے سے معاشرے کے تمام افراد کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ عورت کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے تاکہ معاشرے میں باعزت زندگی گزار سکیں۔

---

[23] جاوید نامہ، ۱۱۱

[24] شرح جاوید نامہ، ۸۳۵۔۸۳۶

[25] اقبال، تشکیل جدید الہیات اسلام، ص ۱۳۴